مثنوی بہار

مصنفہ

منشی جوالا پرشاد صاحب برق بی۔اے جج عدالت خفیفہ لکھنؤ مرحوم

مصنف

ناول روہنی۔ بنگالی دولہن۔ مار آستین۔ پرتاب۔ مرنالنی وغیرہ

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۹۱۱ء

مثنوی بہار

اٹھلاتی - لجاتی - مسکراتی
کم سن - الھڑ - حسین - اَنیلی
بوٹا سا قد - بہار کے دن
گہنا پھولون کا زیب تن ہے
گھونگٹ اِک ناز سے نکالے
ہریالی بنی دلہن مین آئی
اُتری گلشن مین جب سواری
گُل نے زرِ گُل کیا نچھاور
شبنم بھر لائی کُورے کُورے
خورشید نے آئنہ دکھایا
نہرین بھر بھر کے لائین پانی
خوشیان اشجار نے منائین
غنچون نے چٹک کے لین بلائین
ہر شاخ نے جھک کے کی سری ٹیک
مرغانِ چمن نے گیت گائے
بدلی پھولون نے اپنی وردی
بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی
معشوقۂ گلعذار آئی
سُن گُن جو ہین فصلِ گُل کی پائی

کِس ناز سے ہے بہار آتی
چوتھی کی دولھن - نئی نویلی
اُٹھتی کونپل - اُبھار کے دن
دھانی جوڑے پہ کیا پھبن ہے
سہرا پھولون کا مُنھ پہ ڈالے
اِک سبز پری چمن مین آئی
سُورج نے آرتی اُتاری
صدقے ہوئی عندلیب اُڑ کر
شربت سے گلاب کے سکورے
کرنون نے مورچھل ہلایا
سبزے نے بچھایا فرش دھانی
میوون کی ڈالیان لگائین
بلبل نے چہک کے دین دعائین
ٹوٹی پڑتی تھی ایک پر ایک
کیا کیا نے زمزمے سنائے
اودی - زنگاری - لاجوردی
کویل نے یہ پھیر دی منادی
آئی - آئی بہار آئی -
سردی گھبرائی - سٹ پٹائی

گردش سے دونون کی یہ خطر تھی — مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
معتدل کی اپنی پاتے ہی چھاؤن — اُدھر کو کھسک چلی دبے پاؤن
رنگ اُڑنے لگا جما جمایا — گھٹنے لگا بنا بنایا
بیچاری کی کوکھ اُجڑ گئی ہائے — پالے پر اوس پڑ گئی ہائے
گھیرے یہ گھٹائین غم کی چھا کر — اُڑتی ہین ہوائیان سی منہ پر
پھوٹی قسمت کو روتی ہے برف — گھل گھل کر جان کھوتی ہے برف
رنگت ارض و سما کی بدلی — صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطرافِ جہان مین ہو گئی عید — پہونچا خطِ استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان — فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اُسی کے دم سے — ہے نشو و نما اُسی کے دم سے
نیچر کو شعاعین پالتی ہین — ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
گردون نے گڑی جڑ و ہین گھسکر — پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑو لنے چڑھکے پہونچین — دوڑین پتون مین بڑھ کے پہنچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو — رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزئی - صندلی - گلابی — خاکی - عنابی - سرخ - آبی
لاکھی - نارنجی - ارغوانی — طوسی - خشخاشی - آسمانی
کافوری - کاگریزی - لاہی — بادامی - سیاہ - زرد - کاہی
عباسی - پیازی - زعفرانی — ماشی - زنگاری - سبز - دھانی
ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن — پر سبزہ ہے - بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے اُسمین روشنی بھی — سردی سے ملی چلی ہے گرمی
سبزے کا اُبھار کیون نہ بھائے — ہے فصل بہار کیون نہ بھائے
او آنکھون کو نور دینے والے — او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ تو ہی ڈہڈہایا — گلزارون مین تو ہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہے تجھسے — ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے
للہ ری نمو کی کارسازی — بخشی گلشن کو روح تازی

بادِ سحری چلی جو سَن سَن
اُبھرا ہر شاخِ گل کا جوبن

سینوں میں ہوئی اُمنگ پیدا
ننھی کلیاں ہوئیں ہویدا

چھیڑا جو صبا نے کسمسائیں
کچھ کچھ دبے ہونٹوں مسکرائیں

گُل اور نسیم نے کِھلایا
بڑھ کر پہلو میں گدگدایا

آپے سے ہو گئیں وہ ایسی باہر
ہنسنے کلیں خوب کِھل کِھلا کر

باچھیں یہ کِھلیں خوشی کے مارے
دم پھول گیا ہنسی کے مارے

خوشبو کی لپٹ دہن سے نکلی
اِتراتی ہوئی چمن سے نکلی

کچھ ایسی دماغ میں سمائی
شاخِ گل کو ہوا بتائی

اُٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے
چُہلیں کرتی ہوئی ہوا سے

عقدہ موجِ صبا نے کھولا
جھونکوں کا چلا اُڑن کھٹولا

ہر موجِ نسیم تھی معنبر
خوشبو سے جہان ہوا معطر

پیارا پیارا سماں جو دیکھا
خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے
بوڑھے - بالے جوان نکلے

تاروں کی چھاؤں منہ اندھیرے
کھیتوں میں پہنچ گئے سویرے

گوڑی - جوتی زمین کمائی
مٹی نیچے کی اوپر آئی

جب دھوپ نے تیریاں دکھائیں
سینچا انھیں بیڑیاں لگائیں

کھینچا بعضوں نے چرسے پانی
آیا اوپر کو دھر سے پانی

برہا کوئی سنبھالتا ہے
نالی کوئی نکالتا ہے

رل مل کے دہاتنیں ہیں گاتی
کھُرپی لیے کھیت ہیں نراتی

کھیتی پہ نثار ہونے والے
وہ جوتنے والے - بونے والے

فارغ ہوئے آج جوت بو کر
پلٹے گھر ہاتھ پاؤں دھو کر

پانی کھیتوں میں بھر چکے وہ
جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ

اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد
اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد

آفت سے اُسے خدا بچائے
اُمید پہ پانی پھر نہ جائے

بے چین ہیں سخت ہے تردد
ہر دم کمبخت ہے تردد

دھڑکا ہے کہین پڑے نہ افتاد
دل مین ہین یہ وسوسے سمائے
پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد
پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے
کھیتون پہ ٹڈیان نہ چھا جائین
جو ہون سے کاٹنے کا ڈر ہے
کھیتون مین بیج سڑ نہ جائے
دل ٹوٹ گیا۔ چھٹے جو بادل
پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد
پانی کہین ماگھ مین جو برسا
جی تھا ابتک زمین کا ترسا
خورشید حمل سے ہو ہویدا
برہم نہ مزاجِ آب و گل ہو
بادل برسا دے آبِ نیسان
شبنم ہو ہو کے ڈالیون مین
آؤ۔ آؤ۔ خنک ہواؤ
گھبرا نہ کسان ہے خدا ساتھ
دنیا کا رفیق۔ تو ہے دہقان
مفلس۔ قلاش۔ بھوکے۔ محتاج
اِن سب کو کھلا کے تو نے پالا
تیری فیاضیان ہین مشہور
یارب برسائے ابرِ رحمت
نیت کا ہو پھل جنابِ باری
ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا
ہان جوشِ نمو بڑھے الٰہی

کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد
گردی گیہون مین لگ جائے
پالا نہ پڑے کہ کھیت ہون زرد
گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے
ہرہے گورو کہین نہ کھا جائین
دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے
کھیتی پر اوس پڑ نہ جائے
جی چھوٹ گیا پھٹے جو بادل
سرسون نہ جمی تو رنگ تھا زرد
دو ہاتھ کا ہو گیا کلیجا
برسا ماتا نے ماگھ برسا
نیچر مین کر امتزاج پیدا
حدت کرنون کی معتدل ہو
دانے موتی سے رولے دہقان
موتی سے پرو دے بالیون مین
اُٹھو۔ اُٹھو۔ سیہ گھٹاؤ
اُس شے کے ہین بڑے بڑے ہاتھ
عالم کا شفیق۔ تو ہے دہقان
زردار امیر۔ صاحبِ تاج
تیرا ہو جہان مین بول بالا
کیونکر نہ ہو تجھ پہ ہند مغرور
لگ جائے ٹھکانے اسکی محنت
محنت ہو ثمو پھل۔ جنابِ باری
شاخین پھولین پھلین خدایا
یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی

بوٹے جو نہال ہوں - تو بن جائے
دہقان خوشحال ہوں - تو بن جائے

لے ابر گھٹوں بہ جوش در آ
لے رحمت حق بجوشش در آ

گاڑھی ہے کسان کی کمائی
باشد کہ بود کرم نمائی

دکھلا یا دعا نے یہ نتیجا
آہوں سے فلک کا دل پسیجا

نکلا تیزی سے مہر انور
جدت سے بھڑک اٹھا سمندر

کرنوں کی ادھر بڑھی شرارت
پانی کی ادھر بڑھی حرارت

قلزم کے بدن میں لگ گئی آگ
منہ پر غصے سے آگیا جھاگ

اک جوش میں آیا بحر زخار
دل بادلوں کے چڑھے دھواں دھار

چھایا بڑھ کر فلک پہ مارا
نکلا دل کا بخار سارا

خورشید کو بادلوں نے گھیرا
عالم میں چھا گیا اندھیرا

کرنوں سے ہوا لطیف ہو کر
چلنے لگی بن کے باد صرصر

بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے
باتیں کرتے ہوا سے بھاگے

میدانوں میں بڑھ کے آگئے وہ
کہساروں پہ چڑھ کے چھا گئے وہ

ٹکرائے پہاڑ سے کہیں پر
جھلا کے برس پڑے وہیں پر

اونچی نیچی پہاڑیوں پر
دھاریں گرتی ہیں لڑکھڑا کر

چشمے کہیں زور کر رہے ہیں
نالے کہیں شور کر رہے ہیں

سوتے ہیں ابل رہے کہیں پر
فوارے اچھل رہے کہیں پر

نہریں اٹھلاتی جا رہی ہیں
لہریں موجیں اڑا رہی ہیں

سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ
پھولوں سے بھرا ہے دامن کوہ

تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی
گملا پھولوں کا ہے کہ جھاڑی

سبزے کا پہاڑ پر یہ انداز
جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز

گھاٹی پھولوں سے رشک گلزار
ذاتی پہ درخت سلسلے دار

معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس
ہر پھول میں ہے دلھن کی بوباس

بیلوں سے سجے ہوئے ہیں اشجار
باندھی نیچر نے سہرے بندھن وار

چرتے ہیں ہرن پرے جمائے
پھرتے ہیں گنوتیاں اٹھلائے

مستی میں کلیلیں کر رہے ہیں ۔ میدان میں طرارے بھر رہے ہیں

کھوئے ہوئیں چھپے ہوئے ہیں زہاد ۔ دنیا بھولی ہوئی ہے خدا یاد

چپ بیٹھے ہیں دھونیاں رمائے ۔ اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہیں کھا کے جنگلی پھل ۔ جنگل میں منا رہے ہیں منگل

پھل پھول پہ ہے فقط قناعت ۔ تنہائی میں کرتے ہیں عبادت

صانع کی ہیں صنعتوں پہ شیدا ۔ قدرت قادر کی ہے ہویدا

ہر شے سے عیاں ہے نور اسکا ۔ ہر سنگ میں ہے ظہور اسکا

جھیلیں دریا پہاڑ چشمے ۔ اسکی قدرت کے ہیں کرشمے

مرغان چمن سروں میں گاؤ ۔ توحید کے زمزمے سناؤ

نہرو بھر بھر کے ہو عبادت ۔ پھر تو گر گر کے ہو عبادت

سر سجدے میں خم کرادو تم تو ۔ جھک جاؤ شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اٹھو تم ۔ گلہائے چمن مہک اٹھو تم

گونج اٹھو ثنا میں کوہسارو ۔ گر پڑ کے دعا ہو سبزہ زارو

بلبل کی زبان پہ قال آئے ۔ پتی پتی کو حال آئے

قدرت کے کرشمے ہیں نرالے ۔ دیکھیں آنکھوں نے آنکھوں والے

تازہ کیا جسم و جان کو اسنے ۔ سرسبز کیا جہان کو اسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن ۔ ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

ہر رنگ کے نسیم چل رہی ہے ۔ سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے

گیہوں کے کھیت دھانی دھانی ۔ تختے سرسوں کے زعفرانی

السی کھیتوں میں کچھ تو اودی ۔ کچھ سرمئی اور کچھ کبودی

ٹیسو سے ہے لال لال جنگل ۔ منہ پہ ہے ملے گلال جنگل

آتے ہی بسنت مدہ پر آئیں ۔ شاخیں آموں کی بور لائیں

کوئل کوکی تو آئے بادل ۔ سر پر گلشن کے چھائے بادل

چھائی ہوئی چار سو گھٹا ہے ۔ پریوں کا چمن میں جمگھٹا ہے

قطلیں بکھری ہوئی ہیں سب کی ۔ زلفیں بکھری ہوئی ہیں سب کی

سحر انکھڑیوں میں - زبان میں جادو
مستانہ ادا - نشیلی آنکھیں
حسن نمکین کی شور اشوری
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون
یہ ہنستی ہے اور وہ کھیلتی ہے
کلیاں چن چن کے توڑتی ہیں
انداز سے آ رہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی منتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی
لے چمن پھڑک رہی ہے کوئی
خوشیاں کوئی منا رہی ہے
کوئی پڑھی آہ - کر رہی ہے
منہ کوئی چڑھاتی ہے کسی کا
بدمست کوئی کھڑی ہے سرشار
مشغول زمانہ سازی میں ایک
بھولنے کوئی نکھار میں ہے
اک ضبط کیے ہوئے ہنسی کو
ابرو کی کہیں کھنچی کمانیں
کھل کھیلی ہیں راگ لا رہی ہیں
ساری دنیا تو یوں ہے مسرور
چھائی ہوئی منہ پہ غم سے زردی
نظروں میں سراسرا ہے کیسا
فرقت میں بہار جی کو کیا بھائے

نظروں میں فسون - بیان میں جادو
میٹھی چتون - رسیلی آنکھیں
اٹھتے جوبن کی سینہ زوری
شوخی - طراری - چلبلا پن
یہ اس کو وہ اسکو ریلتی ہے
غنچوں میں شگوفے چھوڑتی ہیں
اک ناز سے جا رہی ہے کوئی
جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
دکھلا کے کسی کو کچھ نشانی
مسکانے سے بھڑک رہی ہے کوئی
باتیں کوئی بنا رہی ہے
کوئی کھڑی واہ - کر رہی ہے
کہتی ہے کوئی ترا کلیجا
نخوت کا کہیں نشہ دھواندھار
مصروف ہے گیند بازی میں ایک
چپ چپ کوئی انتظار میں ہے
جھک کر کوئی جھانکتی کسی کو
پڑتی ہیں کہیں غضب کی تانیں
رل مل کے بسنت گا رہی ہیں
پر ہجر کا سوز دل بدستور
سوکھے ہوئے ہونٹ لاجوردی
ساون میں مگر ہوا ہوں اندھا
اندھا پتیائے آنکھیں جب پائے

تمام	گل بے رخ یار خوش نباشد بے یار بہار خوش نباشد	شد